جب ہاتھ قلم ہو گئے سقائے حرم کے
اور عرشِ بریں ہل گیا گرنے سے علم کے
مشکیزے میں پیوست ہوئے تیر ستم کے
مِندیل گری سر سے شہنشاہِ امم کے

اتنے میں ترائی سے اٹھا شور قضارا
تب ایک بلندی سے کیا شہ نے نظارا
ہاتھوں سے کمر تھام کے زینبؑ کو پکارا
لو بہنا ترائی میں گھرا شیر ہمارا

غل پڑ گیا سقائے سکینہؑ ہوا زخمی
نیزے سے جگر تیر سے سینہ ہوا زخمی

بے اُنکے تو اب زیست گوارا نہیں زینبؑ
سب مر گئے اب کوئی ہمارا نہیں زینبؑ

پھر دیکھ کے دریا کو یہ آواز سنائی
آواز نہیں دیتے ہو کیا مر گئے بھائی
آواز کے ساتھ انکی بھی آواز یہ آئی
آقا میرے جلد آؤ بہت دیر لگائی

دوڑے طرفِ نہر یہ کہتے شہہِ تنہا
ہے ہے میرے مونس میرے عاشق میرے شیدا
لاشے پہ جو پہنچے تو گرے سیدِ والا
رو کر کہا اے نام و نشانِ اسداللہ

مشکل سے بلند اتنی بھی آواز ہوئی ہے
اب موت کی ہچکی ہمیں آغاز ہوئی ہے

ہم آئے ہیں اور آنکھوں کو کھولا نہیں جاتا
کیا درد ہے سینے میں جو بولا نہیں جاتا

www.emarsiya.com

بھائی کہا فرزند کہا اور مددگار
اِس پر بھی کسی نام پہ بولے نہ علمدارؑ
دیکھا شہِؑ والا نے کہ لب ہلتے ہیں ہربار
جھک کر جو سنا آہ تو کرتے ہیں یہ گفتار
نعلین اتارو تو قدم بوس میں ہولوں
اور کہہ کے غلام اپنا پکارو تو میں بولوں

شہؑ بولے کہ کچھ حد بھی غلامی کی ہے بھائی
بچپن سے تو اب تک میرے نعلین اٹھائی
کچھ آرزوئے دل کہو اے حق کے فدائی
وہ بولے کہ قسمت میں نہ تھی آج رسائی
شہزادیء سلطانِ مدینہ رہی پیاسی
سقہ میں بنا آہ سکینہؑ رہی پیاسی

ہے عرض یہ اور آخری ارمان بھی سن لو
جب حشر میں جبریلؑ کو یہ حکمِ خدا ہو
ہاں لاؤ غلامانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کو
اُس غول کے آگے میں ہوں اے سیدِ خوشخو
دامانِ علم سب کو اُڑھاتا ہوا آؤں
پانی تیرے شیعوں کو پلاتا ہوا آؤں

لو عترتِ اطہار خدا حافظ و ناصر
لو اکبرِؑ دلدار خدا حافظ و ناصر
لو عابدؑ بیمار خدا حافظ و ناصر
لو اے شہِ ابرارؑ خدا حافظ و ناصر
شہزادیو بطحا و مدینہ کو نہ جانا
آقا میرے لاشے پہ سکینہؑ کو نہ لانا

www.emarsiya.com

اور ایک یہ حسرت میری عابدؑ کو سنانا
پیارے میرے جب گورِ غریباں تُو بنانا
تو لاکے سکینہؑ کو ترائی میں بٹھانا
صدقے کی طرح گرد میری لاش پھرانا

تلقین میں کہیو مجھے شیدائے سکینہؑ
اور قبر پہ لکھ دیجیو سقائے سکینہؑ

تب شہؑ نے اٹھایا وہ علم خاک سے رو کر
پھر خون سے بھائی کے پھریرے کو کیا تر
اور مشک چھدی باندھ دی پنجے کے برابر
اکبرؑ سے کہا چل کے پھپھی سے کہو دلبر

در پر رکھو سر کھولے ہوئے آلِ نبیؐ کا
دریا سے علم آتا ہے عباسِؑ علیؑ کا

جب آفتاب روزِ شہادت عیاں ہوا
فارغ نمازِ صبح سے پیر و جواں ہوا
اک شور طبلِ جنگ اُدھر ناگہاں ہوا
ہر ناصرِ حسینؑ اِدھر شادماں ہوا

پیشِ نظر تحفظِ دینِ رسولؐ ہے
اس راہ میں ہر اک مصیبت قبول ہے

دشتِ بلا میں گرمیءِ روزِ حساب ہے
اور ریگِ گرم پر شہِ گردوں جناب ہے
اک قلبِ مطمئن پسرِ بوترابؑ ہے
اور کیوں نہ ہو یہ جانِ رسالتمآب ہے

نکلا ہے گھر سے دیں کو بچانے کے واسطے
سب کچھ راہِ خدا میں لٹانے کے واسطے

www.emarsiya.com